# عنوان

## بیت المقدس کی فتح میں شیخ عبد القادر جیلانی کا کردار

جامع و مرتب

حضرت مولانا محمد ظفر الدین برکاتی

مدیر ماہنامہ کنز الایمان، دہلی

پیش کش:

کل ہند مرکزی امام فاؤنڈیشن، دہلی

Contact No: 8595509193

Telegram Link: https://t.me/MarkaziImam

خطبہ جمعہ

سلسلہ خطبات-23

عنوان

# بیت المقدس کی فتح میں شیخ عبد القادر جیلانی کا کردار

جامع و مرتب

مولانا محمد ظفر الدین برکاتی

مدیر ماہنامہ کنز الایمان دھلی

پیش کش

کل ھند امام فاؤنڈیشن دھلی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ. الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَكَانُوۡا يَتَّقُوۡنَ.(سورہ یونس 63)

ترجمہ: سن لو! بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگیں ہوں گے۔ وہ جو ایمان لائے اور ڈرتے رہے۔

## ابتدائی حالاتِ زندگی:

حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کا نام عبد القادر بن ابی صالح عبد اللہ بن جنگی دوست الجیلی (الجیلانی) ہے. آپ کی کنیت ابو محمد اور لقب محی الدین اور شیخ الاسلام ہے۔ ابن رجب کی طبقات حنابلہ میں آپ کا لقب 'امامِ حنابلہ' بھی ملتا ہے. آپ کا سلسلہ نسب حضرت حسن بن علی تک پہنچتا ہے یعنی آپ حسنی سید ہیں۔ آپ جیلان میں پیدا ہوئے. جیلان یا گیلان (کیلان) ایران کے شمالی مغربی حصے کا ایک صوبہ ہے، اس کے شمال میں روسی سرزمین 'تالیس' واقع ہے، جنوب میں برز کا پہاڑی سلسلہ ہے جو اس کو آذر بائیجان اور عراقِ عجم سے علیحدہ کرتا ہے۔ جنوب میں مازندان کا مشرقی حصہ ہے اور

شمال میں بحر قزوین کا مغربی حصہ، وہ ایران کے بہت خوبصورت علاقوں میں شمار ہوتا ہے۔ علاقائی نسبت کی وجہ سے آپ کو جیلانی، گیلانی یا کیلانی کہا جاتا ہے۔

## تعلیم وتربیت:

شیخ عبدالقادر جیلانی کی ابتدائی تعلیم وتربیت کا تذکرہ کتبِ تواریخ میں نہیں ملتا، البتہ یہ بات مختلف مؤرخین نے بیان کی ہے کہ "آپ اٹھارہ برس کی عمر میں تحصیل علم کے لئے بغداد روانہ ہوئے۔"(اردو دائرۃ المعارف: ۱۲، ۹۲۹)

اپنے تحصیل علم کا واقعہ خود بیان کرتے ہیں کہ "میں نے اپنی والدہ سے کہا: مجھے خدا کے کام میں لگا دیجئے اور اجازت مرحمت کیجئے کہ بغداد جا کر علم میں مشغول ہو جاؤں اور صالحین کی زیارت کروں۔ والدہ رونے لگیں، تاہم مجھے سفر کی اجازت دے دی اور مجھ سے عہد لیا کہ تمام احوال میں صدق پر قائم رہوں۔ والدہ مجھے الوداع کہنے کے لئے بیرونِ خانہ تک آئیں اور فرمانے لگیں "تمہاری جدائی، خدا کے راستے میں قبول کرتی ہوں۔ اب قیامت تک تمہیں نہ دیکھ سکوں گی۔"(نفحات الانس)

## شیوخ وتلامذہ:

آپ کے شیوخ میں سے درج ذیل شیوخ کا بطورِ خاص تذکرہ کیا جاتا ہے: قاضی ابو سعد مخرمی، ابوغالب (محمد بن حسن) باقلانی، احمد بن مظفر بن سوس، ابو قاسم بن بیان، جعفر بن احمد سراج، ابو سعد بن خشیش، ابو طالب یوسفی وغیرہ۔ جبکہ دیگر اہل علم نے ابوزکریا یحییٰ بن علی بن خطیب تبریزی، ابوالوفاء علی بن عقیل بغدادی، شیخ حماد الدباس کو بھی آپ کے اساتذہ کی فہرست میں شمار کیا ہے۔(دائرۃ المعارف، اُردو)

## معروف تلامذہ:

ابو سعد سمعانی، عمر بن علی قرشی، شیخ موفق الدین ابن قدامہ، عبدالرزاق بن عبدالقادر، موسیٰ بن عبدالقادر (یہ دونوں شیخ کے صاحبزادگان سے ہیں)، علی بن ادریس، احمد بن مطیع ابوہریرہ، محمد بن لیث وسطانی، اکمل بن مسعود ہاشمی، ابوطالب عبداللطیف بن محمد بن قبیطی وغیرہ۔

## شیخ کی اولاد:

امام ذہبی شیخ عبدالقادر جیلانی کے بیٹے عبدالرزاق کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

ولد لأبي تسعة وأربعون ولدا سبعة وعشرون ذكرا والباقي أناث. (فوات الوفيات)

کہ میرے والد کی کل اولاد ۴۹ تھی جن میں ۲۷ بیٹے اور باقی سب بیٹیاں تھیں۔

## شیخ کا حلقہ درس:

شیخ نے تعلیم سے فراغت کے بعد دعوت و تبلیغ، وعظ و نصیحت اور تعلیم و تربیت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنالیا. جس اخلاص وللہیت کے ساتھ آپ نے یہ سلسلہ شروع کیا، اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ اللہ نے آپ کے کام میں بے پناہ برکت ڈالی اور آپ کا حلقہ درس آپ کے دور کا سب سے بڑا تعلیمی و تربیتی حلقہ بن گیا۔ وقت کے حکمران، امراء ووزرا بلکہ بڑے بڑے اہل علم بھی آپ کے حلقۂ وعظ و نصیحت میں شرکت کو سعادت سمجھتے۔ جبکہ وعظ و نصیحت کا یہ سلسلہ جس میں خلق کثیر شیخ کے ہاتھوں توبہ کرتی، شیخ کی وفات تک جاری رہا. شیخ عبدالقادر جیلانی نے بغداد آنے کے بعد ابو سعید مخرمی حنبلی سے حدیث وفقہ کی تعلیم حاصل کی۔ شیخ ابو سعید مخرمی کا ایک مدرسہ تھا جو انہوں نے شیخ عبدالقادر جیلانی کے سپرد کر دیا۔ اس مدرسہ میں شیخ لوگوں کے ساتھ وعظ و نصیحت اور تعلیم و تربیت کی مجالس منعقد کرتے اور لوگ آپ سے بڑے مستفید ہوتے۔'

## شیخ کا وصال:

شیخ عبدالقادر ۹۰ سال زندہ رہے اور ۱۰، یا ۱۱ ربیع الآخر ۵۶۱ھ کو آپ کا وصال ہوا.

## تالیفات وتصنیفات:

شیخ جیلانی بنیادی طور پر ایک مؤثر واعظ و مبلغ تھے تاہم مؤرّخین نے آپ کی چند تصنیفات کا تذکرہ کیا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ صاحبِ قلم بھی تھے، ایک روایت کے مطابق آپ کی ذاتی تصنیفات صرف تین ہیں جبکہ باقی کتابیں آپ کے بعض شاگردوں اور عقیدت مندوں نے تالیف کر کے آپ کی طرف منسوب کر رکھی ہیں جس کی مجھے تحقیق نہیں.

1. غنیۃ الطالبین: اس کتاب کا معروف نام تو یہی ہے مگر اس کا اصل اور بذاتِ خود شیخ کا تجویز کردہ نام ہے: الغنیۃ لطالبی طریق الحق. یہ کتاب نہ صرف یہ کہ شیخ کی سب سے معروف کتاب ہے بلکہ شیخ کے افکار و نظریات پر مشتمل ان کی مرکزی تالیف بھی یہی ہے۔ دورِ حاضر میں بعض لوگوں نے اسے شیخ کی کتاب تسلیم کرنے سے انکار یا تردّد کا اظہار بھی کیا ہے لیکن اس سے مجالِ انکار نہیں کہ یہ شیخ ہی کی تصنیف ہے. حاجی خلیفہ اپنی کتاب 'کشف الظّنون' میں رقم طراز ہیں: الغنیۃ لطالبی طریق الحق للشیخ عبدالقادر الکیلاني الحسني المتوفی سنۃ ۵۶۱ھ إحدی وستین وخمس مائۃ. (ص: ۲، ۱۲۱۱)

غنیۃ الطالبین شیخ عبدالقادر جیلانی جو ۵۶۱ھ میں فوت ہوئے، انہی کی کتاب ہے۔

2. فتوح الغیب: یہ کتاب شیخ کے ۷۸ مختلف مواعظ مثلاً توکل، خوف، اُمید، رضا، احوالِ نفس وغیرہ پر مشتمل ہے۔ یہ بھی شیخ کی کتاب ہے.

3. الفتح الرباني والفیض الرحماني: یہ کتاب شیخ کے ۶۲ مختلف مواعظ پر مشتمل ہے، یہ بھی شیخ کی مستقل تصنیف ہے۔

4. الفیوضات الربانیۃ في المآثر والأوراد القادریۃ: اس میں مختلف اوراد و وظائف جمع کیے گئے ہیں۔

5. الأوراد القادریۃ: یہ کتاب بھی بعض قصائد و وظائف پر مبنی ہے۔

(۶) بشائر الخیرات (۷) تحفۃ المتقین و سبیل العارفین (۸) الرسالۃ القادریۃ (۹) حزب الرجاء و الانتہاء (۱۰) الرسالۃ الغوثیۃ (۱۱) الکبریت الأحمر فی الصلاۃ علی النبی (۱۲) مراتب الوجود (۱۳)

**يواقيت الحكم (۱۴) معراج لطيف المعاني (۱۵) سر الأسرار و مظهر الانوار فيما يحتاج إليه الأبرار (۱۶) جلاء الخاطر في الباطن والظاهر (۱۷) آداب السلوك والتوصل إلى منازل الملوك**

## شیخ کے نظریات اور تعلیمات:

شیخ کی ذاتی تصنیفات کے حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کا عقیدہ وہی تھا جو سواد اعظم اہل سنت کا متفقہ عقیدہ ہے. آپ خود اپنے عقیدہ کے حوالہ سے رقم طراز ہیں: اعتقادنا اعتقاد السلف الصالح والصحابة. (سیر اعلام النبلاء) کہ ہمارا عقیدہ وہی ہے جو صحابہ کرام اور سلف صالحین کا ہے۔ بلکہ شیخ دوسروں کو بھی سلف صالحین کا عقیدہ و مذہب اختیار کرنے کی اس طرح تلقین کرتے ہیں: عليكم بالاتباع من غير ابتداع، عليكم بمذهب السلف الصالح امشوا في الجادة المستقيمة. کہ تمہیں چاہیے کہ (کتاب وسنت کی) اتباع اختیار کرو. بدعات کا ارتکاب نہ کرو. تمہیں چاہیے کہ سلف صالحین کے مذہب کو اختیار کرو اور یہی وہ صراط مستقیم ہے جس پر تمہیں گامزن رہنا چاہیے۔ (الفتح الربانی: المجلس العاشر ص ۳۵)

فرماتے ہیں: فعلى المؤمن اتباع السنة والجماعة فالسنة ما سنه رسول اللهﷺ والجماعة ما اتفق عليه أصحاب رسول الله. یعنی مومن کو چاہیے کہ سنت اور سنت پر چلنے والی جماعت کی پیروی کرے۔ سنت وہ ہے جسے رسول اللہ نے سنت قرار دیا اور جماعت وہ ہے جس پر اللہ کے رسول کے صحابہ کا اتفاق رہا۔ (الغنية)

## ایمان سے متعلق نظریہ:

ہمارا عقیدہ ہے کہ ایمان، زبانی اقرار، قلبی تصدیق اور ارکان اسلام پر عمل پیرا ہونے کے مجموعہ کا نام ہے۔ ایمان اطاعت سے بڑھتا، نافرمانی سے کم ہوتا، علم سے مضبوط اور جہالت سے کمزور ہوتا رہتا ہے جبکہ اللہ تعالی کی توفیق ہی سے یہ حاصل ہوتا ہے۔ (غنیہ)

ایمان، قول و عمل کا نام ہے کیونکہ قول (زبانی) دعویٰ ہے اور عمل اس دعویٰ کی دلیل ہے۔ قول صورت ہے اور عمل اس کی روح ہے۔ (غنیہ باب اول)

## توحید سے متعلق نظریہ:

انسانی نفس (فطرت) مکمل طور پر اپنے ربّ کا مطیع ہے کیونکہ ربّ تعالی ہی اس کا خالق و مالک ہے اور یہ خدا تعالی کی بندگی کرنے پر محتاج ہے۔ (فتح الغیب)

جو شخص اسلام میں داخل ہونا چاہتا ہے، اس پر واجب ہے کہ سب سے پہلے کلمہ شہادت کا اپنی زبان سے اقرار کرے اور دین اسلام کے علاوہ دیگر تمام ادیان سے اعلانِ برأت کرے اور اپنے دل سے اللہ تعالی کی وحدانیت و خالقیت کا تصدیق کرے. (غنیہ)

## قرآن پاک سے متعلق نظریہ:

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ قرآنِ مجید اللہ کا کلام، مقدس کتاب، خطاب اور اس کی وہ وحی ہے جسے جبریل کے ذریعے محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا گیا ہے۔ (غنیہ)

## نبی آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق عقیدہ و نظریہ:

تمام اہلِ اسلام کا اس بات پر متفقہ اعتقاد ہے کہ محمد، اللہ کے رسول ہیں۔ تمام رسولوں کے سردار اور خاتم النّبیین یعنی آخری رسول ہیں۔ (غنیہ)

## آخرت سے متعلق نظریہ:

روزِ آخرت قبروں سے جی اُٹھنے اور حشر و نشر پر ایمان لانا بھی واجب ہے۔ (الغنیۃ)

عذابِ قبر، پلِ صراط، حوضِ کوثر، جنت و جہنم، میزان و شفاعتِ کبریٰ وغیرہ کے حوالہ سے بھی شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان نے غنیۃ الطالبین میں وہی عقائد رقم کیے ہیں جو سوادِ اہل السنۃ کے ہاں معروف ہیں۔

## ردِّ شرک و بدعت سے متعلق نظریہ:

شیخ جیلانی توحید کے زبردست حامی اور شرک و بدعت کے قاطع تھے:

1. انسان کو چاہئے کہ وہ اللہ کے حضور دستِ سوال دراز کرے، اللہ کی حمد و ثنا کرے، محمد پر درود و سلام بھیجے پھر اللہ سے اپنی حاجت کا سوال کرے۔ (الغنیۃ)
2. آباء و اجداد یا غیر اللہ کی قسم کھانا مکروہ (بمعنی حرام) ہے لہٰذا قسم کھانی ہو تو صرف اللہ کی قسم کھائی جائے ورنہ خاموشی اختیار کی جائے۔
3. شیخ آدابِ قبور کی مسنون دعا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: جب قبر کی زیارت کرنے جاؤ تو قبر پر ہاتھ نہ رکھو، نہ ہی قبر کو چومو۔ نہ ہی قبر پر بیٹھو اور نہ اس کے ساتھ ٹیک لگاؤ۔ پھر اللہ سے اپنی حاجت طلب کرو۔ (غنیہ)
4. بدشگونی حرام ہے البتہ فال (نیک اور اچھی بات) میں کوئی حرج نہیں۔
5. سنت کی پیروی کرو اور بدعات جاری نہ کرو۔ (دین کی) موافقت کرو اور خلاف ورزی نہ کرو۔ فرمانبرداری کرو اور نافرمانی نہ کرو۔ اخلاص پیدا کرو اور شرک نہ کرو۔ حق تعالیٰ کی توحید کا پرچار کرو اور اس کے دروازے سے منہ نہ موڑو، اسی خدا سے سوال کرو، کسی اور سے سوال نہ کرو۔ اسی سے مدد مانگو، کسی اور سے مدد نہ مانگو۔ اسی پر توکل و اعتماد کرو اس کے علاوہ کسی اور پر توکل نہ کرو۔ (الفتح الربانی)
6. جب تم میں سے کوئی شخص خود یا اس کا بھائی (عزیز) بیمار ہو تو وہ اس طرح دعا کرے: "اے ہمارے ربّ! جو آسمان میں ہے، تیرا نام مقدس ہے، ارض و سما پر تیرا ہی حکم ہے۔ جس طرح ارض و سما میں تیری ہی رحمت کے دریا بہتے ہیں، اے پاکیزہ لوگوں کے ربّ! ہمارے گناہ معاف فرمادے، اپنی رحمت سے ہم پر مہربانی فرما، اس مصیبت و بیماری میں اپنی طرف سے شفاعطا فرما۔ (الغنیۃ)

## قبولیتِ عبادات سے متعلق شیخ کا موقف:

تم سے تمہارے اعمال اس وقت تک قبول نہیں کیے جا سکتے جب تک کہ تم اِخلاص پیدا نہ کر لو۔ کوئی قول، عمل کے بغیر مقبول نہیں اور کوئی عمل اخلاص اور سنت کی مطابقت کے بغیر مقبول نہیں۔ (الفتح الربانی)

خلاصہ کلام حضرت شیخ عبد القادر جیلانی صحابی العقیدہ تھے۔ اس کی مزید تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ شیخ نے اپنی کتاب غنیۃ الطّالبین میں تمام گمراہ کن عقائد کی بھرپور تردید کی ہے۔ اب یہ فیصلہ کرنا مشکل نہیں کہ شیخ کس درجے کے خوش عقیدہ اور صحیح العقیدہ صحابی عقیدہ عالم دین تھے۔

دعوت و عزیمت کے مصنف مولانا علی میاں ندوی نے اپنے ایک شیخ ابن تیمیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اگر شیخ جیلانی کے عقائد و نظریات میں کوئی بگاڑ ہوتا تو ابن تیمیہ اس کی ضرور نشاندہی اور تردید فرماتے مگر اس کے برعکس ہم دیکھتے ہیں کہ ابن تیمیہ نے شیخ جیلانی کا نہ صرف ذکرِ خیر فرمایا ہے بلکہ انہیں اکابر الشیوخ، الشیخ الامام اور 'أئمتنا' میں شمار فرمایا ہے۔ بلکہ سبھی علمانے انھیں اپنا روحانی پیشوا تسلیم کیا ہے۔

## فقہی مسلک:

آپ کے بارے میں اہل علم نے متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی ہے کہ آپ فقہی مسائل میں حنبلی المسلک تھے۔ حافظ ذہبی نے سیر أعلام النبلاء اور عبدالحہ بن عماد حنبلی نے شذرات الذھب اور محمد بن شاکر کتبی نے فوات الوفیات میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ خود شیخ کے درج ذیل اقتباسات سے بھی واضح ہوتا ہے کہ وہ فقہی مسائل میں امام احمد بن حنبل کے پیرو تھے:

1. امام کے لئے جائز نہیں کہ وہ بالکل محراب کے اندر اس طرح گھس کر کھڑا ہو کہ مقتدیوں کی نظر ہی سے او جھل ہو جائے بلکہ اسے چاہیے کہ محراب سے قدرے باہر ہو کر کھڑا ہو اور ہمارے امام احمد بن حنبل سے اس مسئلہ میں ایک دوسری روایت یہ بھی ہے کہ امام کا محراب میں کھڑا ہونا مستحب ہے۔ (غنیہ)
2. ہمارے امام ابو عبداللہ احمد بن حنبل نے اپنے ایک رسالہ میں اپنی اسناد کے ساتھ حضرت ابو موسی اشعری سے روایت کیا ہے...
3. امام ابو عبداللہ احمد بن حنبل الشیبانی نے فرمایا... اللہ تعالی ہمیں عقائد و فروعی مسائل میں انہی کے مذہب پر موت دے اور روزِ محشر انہی کے گروہ میں ہمیں اُٹھائے... امام شعرانی نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ شیخ، امام احمد اور امام شافعی دونوں ہی سے متاثر تھے اور ان دونوں اماموں کے مسلک پر فتویٰ دیتے تھے۔ (الطبقات الکبریٰ) مگر مذکورہ اقتباسات سے آپ کا حنبلی المسلک ہونا ہی ثابت ہوتا ہے۔ شیخ غنیۃ الطالبین میں رقم طراز ہیں: صالحین (علماء و مشائخ) کے افعال و اعمال (اور اقوال) کو پیش نظر نہ رکھا جائے بلکہ اس چیز کو پیش نظر رکھا جائے جو آنحضرت سے مروی ہے اور اسی مروی (حدیث) پر اعتماد کیا جائے خواہ اس طرح کرنے سے کوئی شخص دوسرے لوگوں سے ممتاز و منفرد ہو جائے۔

## زہد و تصوف اور شیخ جیلانی:

زہد کا تصور چونکہ اسلام میں موجود ہے: ازھد في الدنیا یحبک اللہ. دنیا سے بے رغبتی کرو تو خدا تم سے محبت کرے گا۔( صحیح ابن ماجہ) اس لئے متقدم صوفیا جو دراصل زہاد و عباد ہی تھے، کے طرزِ عمل، طریقۂ عبادت اور تزکیۂ نفس کے سلسلہ کو دیگر ائمہ دین نے ہدفِ تنقید نہیں بنایا ہے. کیونکہ ان صوفیہ اور زہاد کی طرزِ زندگی مجموعی طور پر شریعت ہی کی آئینہ دار تھی.

شیخ عبدالقادر جیلانی انہی صوفیہ کے امام اور شیخ تھے، آپ نے غنیۃ الطالبین میں تصوف اور اس کے متعلقات پر ایک طویل بحث سپردِ قلم فرمائی ہے جو دراصل زہد و تقویٰ سے متعلقہ تعلیمات توکل، صبر، شکر، رضا، صدق اور آدابِ معاشرت وغیرہ پر مبنی ہے۔ باب تصوف میں شیخ جیلانی کے عقائد و نظریات سراسر سوادِ اعظم اہل سنت کے عقائد ہیں.

## کرامات غوث اعظم:

جب اللہ تعالی کے برگزیدہ بندے انبیاء و رسل کے ہاتھوں کوئی خرقِ عادت کام ظاہر ہو تو اسے معجزہ کہا جاتا ہے جیسے حضرت موسیٰ کی لاٹھی کا اژدھا بن جانا، حضرت ابراہیم کے لئے آگ کا ٹھنڈا ہو جانا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے اشارے سے چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا وغیرہ اور جب کسی نیک صالح مؤمن کے ہاتھوں کوئی خرقِ عادت چیز ظاہر ہو تو اسے کرامت کہا جاتا ہے جیسے حضرت مریم کے پاس بے موسمی پھلوں کا آنا (آلِ عمران: ۳۷) بعض صحابہ کے لئے اندھیرے میں عصا کا روشن ہونا. وغیرہ یعنی معجزہ نبی کے ہاتھوں ظاہر ہوتا ہے اور کرامت ولی کے۔ البتہ یاد رکھیں کہ جس طرح کوئی ولی، کسی نبی کی فضیلت کو نہیں پہنچ سکتا، اسی طرح کسی ولی کی کرامت کسی نبی کے معجزے کے مساوی نہیں ہو سکتی۔ معجزہ یا کرامت کے ظہور میں انبیاء و اولیا کا کوئی اختیار نہیں ہوتا بلکہ ان کا صدور اللہ کے حکم و مرضی پر موقوف ہوتا ہے۔ یہ اختیار اللہ تعالی کی مرضی و منشاو قدرت کا مظہر ہوتا ہے. اس لئے نبی کے معجزے سے اِنکار تو کسی مسلمان کے لئے ہرگز جائز نہیں لیکن کسی ولی کی کرامت کو تسلیم بھی کیا جا سکتا ہے اور ردّ بھی۔ بشرطیکہ وہ عقلاً و عادتاً محال ہو.

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی انتہائی متقی صوفی، عالم با عمل مفتی فقیہ اور اللہ کے ولی تھے، اس لئے ان کے ہاتھوں کرامات کا ظہور کوئی بعید نہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کی سینکڑوں کرامتیں مشہور ہیں۔ لیکن سچی بات یہ ہے کہ بہت سی کرامتیں ایسی ہیں کہ حضرت غوث اعظم ان کے محتاج نہیں کہ ان کی عظمت کے لئے ان کو بیان کیا جائے. حقیقت یہ ہے کہ شیخ جیلانی اللہ کے خاص ولی تھے، اس لئے ان کی کرامت تسلیم کرنی چاہیے۔

## خاص فرمودات:

"کہو بسم اللہ، یہ اس ذات کا نام ہے جس نے دریا جاری کیے، درخت پیدا کیے، اپنے اطاعت شعار بندوں کے ساتھ شہر آباد کیے اور ان بندوں کو پہاڑوں کی طرح اوتاد (میخیں، کیل) بنایا، جن کی وجہ سے زمین اپنے باشندوں کے لئے فرش کی طرح ہو گئی۔ یہ چالیس برگزیدہ بندے ہیں جنہیں اَبدال کہا جاتا ہے۔ یہ ابدال اللہ تعالی کے شریکوں کی نفی کرتے ہوئے اللہ تعالی کی پاکیزگی (بیان) کرتے ہیں۔ یہ ابدال دنیا کے بادشاہ اور روزِ قیامت سفارش کرنے والے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالی نے انہیں کائنات کی تدبیر کرنے اور بندوں پر لطف و کرم کرنے کے لئے پیدا کیا ہے۔(غنیۃ الطالبین)

ہمارا ایمان ہے کہ مردہ کی قبر پر آنے والے کو مردہ پہچانتا ہے۔ جمعہ کے دن طلوعِ فجر کے بعد طلوعِ آفتاب تک یہ شناخت اور زیادہ قوی ہوتی ہے۔ (الغنیۃ مترجم شمس بریلوی)

یااللہ! میں تیرے نبی علیہ السلام کے وسیلے سے جو نبی الرحمہ تھے، تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ یارسول اللہ! میں آپ کے وسیلہ سے اپنے ربّ کی طرف رجوع کرتا ہوں کہ وہ میرے گناہ معاف فرمادے۔ یااللہ! میں تیری نبی کے واسطے سے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے معاف کردے اور مجھ پر رحم فرما۔ (غنیہ)

اہل نظر اہل دل اور آپ کے عقیدت مند آپ کو غوث اعظم کہتے ہیں اب ایک الزام یہ ہے کہ ان عقیدت مندوں نے غوث، قطب، ابدال وغیرہ کی ایک الگ دنیا بنا رکھی ہے. مثلا کہا جاتا ہے کہ دنیا میں چار ولی ایسے ہیں جنہیں 'اوتاد' کہا جاتا ہے۔ انہوں نے دنیا کے چاروں کناروں کو تھام رکھا ہے۔ (اصطلاحات الصوفیہ للکاشانی: ص۵۸) سات اور ایسے اولیا ہیں جنھوں نے سات آسمانوں میں سے ایک ایک آسمان کا نظام سنبھالا ہوا ہے انہیں 'ابدال' کہا جاتا ہے۔ ('معجم الفاظ الصوفیہ' از ڈاکٹر شرقاوی)

چالیس ولی ایسے ہیں جنھوں نے مخلوق کا بوجھ اٹھار کھا ہے انہیں 'نجبا' کہا جاتا ہے۔ (اصطلاحاتِ کاشانی) تین سو ولی ایسے ہیں جو لوگوں کے ساتھ شہروں میں رہتے ہیں۔ ان سب پر ایک بڑا ولی ہوتا ہے جسے قطبِ اکبر یا غوثِ اعظم کہا جاتا ہے اور یہ ہمیشہ مکہ مکرمہ میں رہتا ہے۔ جبکہ دنیا میں جو آفت و مصیبت بھی پہنچتی ہے وہ ان سب اولیا سے ہو کر غوث اعظم تک پہنچتی ہے.

اس فرمان کے تناظر میں ہمیں اپنے عقیدت اور عقیدہ کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ نیچے پیش کیے واقعے کا جواب بھی رکھنا چاہیے. کہ آپ کی وفات کے چند ہی سال بعد ناصر الدین کے وزیر ابوالمظفر جلال الدین عبداللہ بن یونس بغدادی نے آپ کے مکان (روضہ) کو مسمار کرکے آپ کی اولاد کو دربدر کردیا حتیٰ کہ آپ کی قبر تک کھود ڈالی اور آپ کی ہڈیاں دریائے دجلہ کی لہروں میں پھینک دیں اور کہا کہ "یہ وقف کی زمین ہے، اس میں کسی کا بھی دفن کیا جانا جائز نہیں۔" (شذرات الذہب، النجوم الزاہرۃ)

خود شیخ کے عقیدت مندوں نے بھی اس واقعہ کو نقل کرکے اس کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔ (قلائد الجواہر اور غوث الثقلین)

ضیاءاللہ قادری لکھتے ہیں کہ گیارہویں شریف درحقیقت حضرت سرکار محبوب سبحانی، قطبِ ربانی غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کی روح پر فتوح کو ایصالِ ثواب کرنا ہے۔" (غوث الثقلین: ص۲۱۷) اور موجودہ دور میں ایصالِ ثواب کی تقریبات اور محافل و مجالس مختلف ناموں سے جانے اور پہچانے جاتے ہیں جن میں ایک نام گیارہویں شریف کا بھی آتا ہے۔ غوثِ اعظم حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی سے عقیدت و محبت کی وجہ سے ان کے ایصال ثواب کی فاتحہ خوانی اور تاریخ کو گیارہویں شریف کہتے ہیں.

## نذرونیاز کی نیت سے گیارہویں:

نذر بنیادی طور پر عربی زبان کا لفظ ہے، اردو میں اس کا ترجمہ 'منت' اور فارسی میں 'نیاز' کیا جاتا ہے۔ یہ دراصل عبادت کی وہ قسم ہے جسے بندہ کسی حاجت کے وقت اپنے رب سے کھاتا ہے کہ ایسا ہوا تو ہم یہ عمل کریں گے. نذرونیاز کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو یہ طریقہ سکھایا:

فَقولي إِنّي نَذَرتُ لِلرَّحمٰنِ صَومًا فَلَن أُكَلِّمَ اليَومَ إِنسِيًّا. (سورۃ مریم ایت 26)

تو کہہ دینا کہ میں نے اللہ رحمن کے نام کا روزہ مان رکھا ہے کہ میں آج کسی شخص سے بات نہ کروں گی۔

حضرت مریم کی والدہ کی نذر کا تذکرہ بھی قرآنِ مجید نے اس طرح کیا ہے:

رَبِّ إِنّي نَذَرتُ لَكَ ما في بَطني مُحَرَّرًا فَتَقَبَّل مِنّي. (سورۃ آل عمران آیت 35)

اے میرے رب! میرے پیٹ میں جو کچھ ہے، اسے میں نے تیرے نام آزاد کرنے کی نذر مان رکھی ہے لہٰذا تو میری طرف سے (یہ) قبول فرما۔

## ایصالِ ثواب کے لئے گیارہویں شریف:

مرِدوں کے لئے ایصالِ ثواب کی سبھی جائز صورتیں قرآن وسنت کی رو سے جائز ہیں، ان میں گیارہویں کی فاتحہ اور ایصال ثواب بھی داخل ہے۔ مزید تفصیل کے لئے ہم ایصالِ ثواب کی ان تمام صورتوں کی نشاندہی کر دیتے ہیں جن کا جواز قرآن وحدیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے:

کوئی بھی مسلمان جو توحید وایمان کی حالت میں فوت ہوا ہو، اس کے لئے ایصال ثواب اور مغفرت کی دعا کی جاسکتی ہے۔ 2. صدقہ جاریہ سے مراد وہ نیک کام ہیں جن کا ثواب آدمی کو وفات کے بعد بھی ملتا رہتا ہے اور حدیثِ نبوی کے مطابق اس کی تین صورتیں ہیں (1) محض صدقہ جاریہ یعنی اللہ کی راہ میں کسی چیز (گھر، ہسپتال، سبیل وغیرہ) کو وقف کر دینا۔ (2) نیک اولاد (اولاد کے نیک عمل کا ثواب قدرتی طور پر موحد مومن والدین کو بھی پہنچتا رہے گا) (3) نفع بخش علم (خواہ شاگردوں کی صورت میں ہو یا کتابوں اور مدرسہ وغیرہ کی شکل میں)

3. اگر میت کی اولاد ان کی وفات کے بعد ان کی طرف سے صدقہ کرے تو فوت شدہ والدین کو اس کا ثواب پہنچتا ہے۔ میت کی طرف سے صدقہ کرنے کے حوالہ سے یہ واضح رہے کہ صرف اولاد ہی اپنے والدین کی طرف سے ایصال ثواب کے لئے صدقہ نہیں کر سکتی بلکہ دیگر افراد بھی میت کی طرف سے صدقہ کر سکتے ہیں۔ 4. میت کی طرف سے اگر حج کیا جائے تو میت کا یہ فرض ادا ہو جاتا ہے۔ 5-ا اگر میت کے ذمہ نذر کے روزے رہ جائیں تو اس کے اولیا اس کی طرف سے یہ روزے رکھ سکتے ہیں۔ میت کے رمضان کے فوت شدہ روزے رکھنے کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ بعض تو نذر کی طرح اس کے بھی جواز کے قائل ہیں جبکہ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ صرف نذر کے روزے جائز ہیں تاہم میت کے رمضان کے روزوں کی جگہ فدیہ ادا کیا جائے۔ 6. میت کے ذمہ اگر قرض ہو تو اس کی طرف سے کوئی بھی دوسرا شخص میت کا یہ قرض ادا کر سکتا ہے۔

## حضرت شیخ عبد القادر جیلانی اور فتح بیت المقدس:

سلطان صلاح الدین ایوبی کے عہد میں بیت المقدس کی فتح میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی (471ھ-561ھ) کے مدرسہ قادریہ کا بہت عظیم کردار ہے۔ مدرسہ قادریہ سے تقریباً مشرق وسطیٰ میں 400 سے زائد تعلیمی ادارے منسلک تھے جن کے ذریعے آپ نے امت مسلمہ کی تقریباً کم و بیش نصف صدی سے زائد عرصے تک علمی ذہنی روحانی تربیت فرمائی۔

صلیبی جنگیں، عیاش حکمران، غافل علماء، جاہل صوفیاء، باطنی فتنہ۔بیک وقت اتنے محاذ پر قائم کرنا یقیناً اللہ تعالی کا فضل خاص ہے۔آج بھی اسی ہمت و حوصلہ اور عالمانہ روحانیت وجسارت کی ضرورت ہے کہ کچھ مردان حق ایسے ہوں جن کی نگاہ سے زنگ آلود قلب و نظر کو جلا عطا ہو۔

عراق کے ایک معروف اسکالر ڈاکٹر ماجد عرسان الکیلانی نے اپنی کتاب: ھٰکَذَا ظَھرَ جِیْلُ صَلَاحِ الدِّین (سلطان صلاح الدین ایوبی کی نسل یوں تیار ہوئی) میں حضرت عبدالقادر جیلانی کا مجاہدانہ تعارف کرایا ہے۔کتاب کا عنوان دیکھیں تو دونوں شخصیات میں بظاہر کوئی ربط و تعلق دکھائی نہیں دیتا۔صلاح الدین ایوبی (۱۱۳۸ء-۱۱۹۳ئ) ایک سپہ سالار اور حکمران تھے، جب کہ سیّد عبدالقادر جیلانی ایک عالم با عمل، عظیم مصلح، مربی اور فقیہ تھے۔دونوں کا باہم کوئی براہِ راست رابطہ معلوم نہیں ہو سکا لیکن دونوں عظیم شخصیتوں نے بچپن ہی سے اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ سچی محبت دل میں بسائی کہ دونوں سراپا اخلاص و عمل بن گئے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی کے بارے میں خود ان کی اپنی مایہ ناز تصنیفات اور ان کے بارے میں لکھی جانے والی بے شمار کتب اور مذکورہ بالا کتاب کے علاوہ اُردن کے ڈاکٹر سعود ابو محفوظ اور لیبیا کے ڈاکٹر علی صلابی کی کتب سے بھی بڑی رہنمائی ملتی ہے۔ان کے بارے میں سب سے پہلی حیرت یہ جان کر ہوئی کہ وہ نہ صرف حنبلی مسلک سے تعلق رکھتے تھے، بلکہ ان کا شمار فقہ حنبلی کے نمایاں ترین علمائے کرام میں ہوتا تھا۔اپنے اس عظیم علمی مقام کے ساتھ ساتھ انھوں نے معاشرے میں پھیلی معاشرتی بیماریوں کا مقابلہ کرنے کے لئے حقیقی تصوف کو زندہ کیا۔فقہ و تصوف کا یہی حسین امتزاج بالآخر انھیں دوجہاں میں رتبۂ بلند عطا کرنے کا سبب بنا۔ان کے اس اعلیٰ علمی و اصلاحی مقام کا تقریباً ہر منصف مؤرخ نے انتہائی شاندار الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

اگر سیّد عبدالقادر جیلانی اور ان سے پہلے امام غزالی (م: ۱۰۵۸ئ) کے دور کے احوال پڑھیں تو لگتا ہے کہ جیسے ہم آج ہی کے دور میں جا پہنچے ہیں۔معاشرے کا ہر طبقہ انحطاط و فساد کی دلدل میں دھنس چکا تھا۔ایک طرف تاتاریوں اور صلیبیوں کی یلغار اور دوسری طرف طوائف الملوکی، قتل و غارت، اخلاقی تباہی، علم اور علما کی زبوں حالی، ہر طرف اور ہر نوع کی شہوتوں کی غلامی، غرض ہر وہ لعنت وآزمائش جو آج مسلم اُمت کو درپیش ہے، اس دور میں عروج پر تھی۔سیّد عبدالقادر جیلانی جو امام غزالی کے علم و فکر اور تجربات واحوال کا قریب سے مشاہدہ کر رہے تھے، اس دوران تحصیل علم کے ساتھ ساتھ اصلاح احوال کے لئے بھی کوشاں رہے۔انھوں نے حکمرانوں، علمائے کرام، طلبہ و نوجوانوں، تجّار و عُمّال، ہر طبقے کو مخاطب کرتے ہوئے ان پر ان کے اعمال کی حقیقت واضح کی۔ان کی اصلاح کے لئے اپنا ایک مدرسہ و مرکز قائم کیا۔جہاں تعلیم و تعلم کے علاوہ لوگوں کو مختلف اصلاحی تربیت گاہوں سے بھی گزارا جاتا۔

۵۰ برس کی عمر میں ان کا چرچا نمایاں طور پر عام ہو چکا تھا۔فقہ حنبلی کے چوٹی کے عالم دین اور سیّد عبدالقادر جیلانی کے استاذ ابو سعید المخرمی کا انتقال ہونے پر سب نے ان سے بغداد کے ایک علاقے 'ازج' میں واقع ان کے مدرسے کو اپنا مرکز بنانے کی درخواست کی۔انھوں نے نہ صرف درخواست قبول کی بلکہ اس مدرسے کی توسیع و تعمیرِ نو کا بیڑا اُٹھایا۔۱۱۳۳ء میں مدرسے کی تعمیر مکمل ہوئی تو پھر وفات تک، یعنی ۳۳ برس یہی مدرسہ ان کی سرگرمیوں کا مرکز بنا رہا۔

آپ اس کے علاوہ بھی مختلف علاقوں میں جاتے، لیکن مرکز اصلاح و تربیت یہی مدرسہ ٹھیرا، جہاں ۱۳علوم میں اعلیٰ تعلیم دی جاتی لیکن علم الکلام اور فلسفے کی بے فائدہ بحثیں خارج از نصاب قرار دے دی گئی تھیں۔ان کی جگہ انھوں نے سات اسلامی اقدار ہر طالب علم کے قلب و نگاہ میں راسخ کرنے کا اہتمام کیا۔یہ سات بنیادی نکات تھے :

(۱) توحید (۲) قضاو قدر کا صحیح مفہوم (۳) حقیقت ایمان (۴) امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور اولی الامر کا حقیقی مفہوم (۵) حقیقت دنیا و آخرت (۶) مقام نبوت وانبیا (۷) حقیقت زہد۔

یہ ارکان تربیت کوئی مجرد نصابی سرگرمی نہیں بلکہ تمام متعلقین کو ان کا عملی پابند بنایا جاتا۔ساتھ ہی انھوں نے پورے عالم تصوف کو اس کی کمزوریوں اور خامیوں سے پاک کرنے کا بیڑا اُٹھایا۔بالخصوص ۱۱۵۱ء سے ۱۱۵۵ء تک کے چار سالہ عرصے میں انھوں نے مختلف مسالک و طریقہ ہائے ارادت کو جمع کیا۔قطب، ابدال، اوتاد اور اولیا جیسی اصطلاحات اسی پورے کام کو منظم کرنے کا عنوان تھیں۔

اس مدرسہ قادریہ میں مختلف علاقوں سے آنے والے طلبہ فیض یاب ہوئے لیکن ان علاقوں سے کہ جن پر دشمن قابض ہو چکے تھے آنے والے طلبہ کو خصوصی طور پر تربیت دے کر اپنے علاقوں میں واپس بھیجا جاتا۔ان طلبہ میں سے بھی بالخصوص بیت المقدس سے آنے والے طلبہ کو اہمیت دی جاتی۔یہ طلبہ 'مقادسہ' کے نام سے پہچانے جاتے تھے۔

سیّد عبدالقادر جیلانیؒ کی ان تمام سرگرمیوں میں بظاہر اس دور کے بڑے بیرونی خطرات سے کوئی تعارض دکھائی نہیں دیتا۔لیکن وہ اس پہلو پر یکسو تھے کہ افراد و معاشرے کی اصلاح کے بغیر کسی بڑے خطرے کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ان کی شخصیت و مقام کا مطالعہ کرنے والے تمام مؤرخ یہ نتیجہ اخذ کرتے دکھائی دیتے ہیں کہ اگر سلطان صلاح الدین ایوبی کی پشت پر اصلاحِ معاشرہ کی یہ پوری تحریک اصلاحِ معاشرہ نہ ہوتی تو وہ کبھی بیت المقدس آزاد نہیں کروا سکتے تھے۔سلطان صلاح الدین ایوبی نے صلیبی یلغار کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری قوم اور مجاہدین کو جس عظیم الشان انداز سے تیار کیا، اس میں ان کی ایمانی و اخلاقی تربیت بنیادی ستون کی حیثیت رکھتی ہے۔

یہاں ہمیں امام غزالی، سیّد عبدالقادر جیلانی، نورالدین محمود زنگی اور صلاح الدین ایوبی جیسی چار عظیم شخصیات کی جدوجہد ایک سنگم پر یکجا ہوتی دکھائی دیتی ہے۔دونوں سپہ سالاروں نے ان دونوں جلیل القدر ہستیوں اور ان کے مخلص شاگردوں کے اثرات و خدمات سے بھرپور استفادہ کیا۔فقہ حنبلی کی معروف کتاب المُغنِي کے مؤلف، موفق الدین ابن قدامہ ہوں یا اپنے زمانے کے معروف مدرس اور واعظ 'ابن نجا' دونوں حضرات سیّد عبد القادر جیلانی کے خصوصی شاگرد تھے اور سلطان صلاح الدین ایوبی نے انھیں اپنا خصوصی مشیر بنایا۔ان دونوں عظیم شخصیات کی طرح انھوں نے اپنے دور کے تمام دیگر علمائے ربانی کی خدمات حاصل کیں۔قوم کو معصیتوں بھری زندگی سے نکال باہر لانے اور اس میں روح جہاد پھونکنے کا اصل فریضہ انھی مبارک ہستیوں کے ذریعے تکمیل تک پہنچا۔سلطان صلاح الدین اس حقیقت کا برملا اظہار کیا کرتے کہ ”میں نے بیت المقدس کو اپنی تلوار سے نہیں ان علمائے کرام کے علم و فضل اور رہنمائی کے ذریعے آزاد کروایا ہے“۔

## دعوت و تحریکِ اصلاح کے اہم پہلو:

ان مبارک نفوس کے علم و عمل، اصلاح و تربیت اور جہاد و قربانیوں کا احاطہ کرنے کے لئے یقیناً کئی ضخیم کتب درکار ہیں۔ وہ یقیناً خود بھی سرخرو ہو گئے اور اپنی قوم و معاشرہ کے لئے بھی نجات دہندہ قرار پائے۔ لیکن جن خرافات و باطل نظریات کے خلاف انھوں نے اصل جہاد کیا تھا ہم نے خود ان کی دعوت و تحریک اصلاح کو بھی انھی مہلک موروثی امراض کا شکار کر دیا ہے۔ ان مبارک ہستیوں کی تحریک و خدمات کا جائزہ لیں تو ہمارے لئے یہ واضح رہنمائی سامنے آتی ہے:

اصلاح و نجات کی اسلامی تحریک بسا اوقات کئی نسلوں تک جاری رہنے کے بعد فتح و نصرت کی منزل حاصل کرتی ہیں۔ پروردگار مختلف ادوار میں مختلف افراد سے مختلف کام لے رہا ہوتا ہے لیکن عملاً وہ ایک دوسرے کی تکمیل کرتے اور قافلے کو فتح و کامیابی کی جانب آگے بڑھا رہے ہوتے ہیں۔

اصلاحِ اقوام کے لئے اصلاحِ افراد بے حد ضروری ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ فاسق افراد مل کر کوئی صالح قوم تشکیل دے دیں۔ ارشادِ ربانی کے مطابق: اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ. (الرعد ۱۱:۱۳) اللہ کسی قوم کے حال کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے اوصاف کو نہیں بدل دیتی۔

اصلاحِ افراد و معاشرہ کے لئے وہی اصول اپنانا ہوں گے جو خود نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے اور آپ کے صحابہ کرام نے اپنائے۔ امام غزالی اور سیّد عبدالقادر جیلانی نے سب سے زیادہ زور توحید خالص کو اپنانے اور شرک، جھوٹ، منافقت اور بد عنوانی و خیانت چھوڑنے پر دی۔ جھوٹ نہ بولنے کی وجہ سے بچپن ہی میں سیّد عبدالقادر جیلانی کے سامنے ڈاکوؤں اور ان کے سردار کی توبہ کا واقعہ معروف ہے۔

روحانیت اور تمام تر شرک و شوائب سے پاک راہِ تصوف، توحید و جہاد اور اقامتِ دین کی نفی نہیں، اس کی تکمیل کرتی ہے۔

ان ہستیوں نے فروعی اختلافات اور علم الکلام کی مختلف بحثوں یا لفظی موشگافیوں میں اُلجھ یا اُلجھا کر معاشرے میں تقسیم و نفرت کی آگ نہیں بھڑکائی۔ سیّد عبدالقادر جیلانی نے ایسے علمائے کرام کو جو دین کو دکانوں کا درجہ دیے بیٹھے تھے اور سلاطین کو خوش کرنے کے لئے فتویٰ فروشی کے مرتکب ہوتے تھے، راہِ شریعت کھوٹی کرنے والے ڈاکو قرار دے کر بے نقاب کیا۔

تبدیلی اس وقت آتی ہے جب محدود و مخصوص افراد کے بجائے معاشرے کے تمام افراد کو اپنا ہم نوا بنایا جائے۔ صلاح الدین ایوبی نے سیّد عبدالقادر جیلانی اور ان کے دیگر حنبلی علما و فقہا کے علاوہ شافعی علما کی نمایاں تعداد بھی ساتھ ملائی۔ سب نے مل کر اصلاح و جہاد کا فریضہ سرانجام دیا۔ البتہ جہاں مختلف باطنی تحریکوں سے واسطہ پڑا چاروں شخصیات امام غزالی و سیّد عبدالقادر جیلانی اور نور الدین زنگی و صلاح الدین ایوبی نے ان کی مکمل سرکوبی کی۔